حفاظت زبان

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

زبان کی اہمیت

انسان مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے یہ اعضاء سنور جائیں تو انسان سنور جاتا ہے۔ انسان کے جسم میں ایک چھوٹا سا عضو زبان ہے۔ آج کے دور میں جس کا استعمال بہت برے طریقے سے کیا جاتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے کہ اللسان جرمه صغیره و جرمه کبیره اس کی جسامت تو بڑی چھوٹی ہے مگر ہونے والے گناہ بہت موٹے ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو)

اللہ کے نزدیک یہ بہت غصہ دلانے والی صورتحال ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ یہ کام اللہ رب العزت کو بہت ناپسندیدہ

ہے۔مؤمن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ رب العزت کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْد (انسان کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہوتا ہے)

زبان سے کلمہ پڑھنا

اللہ رب العزت کے ہاں اس کی اتنی اہمیت ہے کہ ایک کافر آدمی پوری زندگی گناہوں میں گزار بیٹھا۔جسم کے بال سفید ہو گئے اگر وہ خلوص دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ خلوص دل سے کلمہ پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے عمل کو لے کر آسمانوں کی طرف جاتا ہے ابھی راستے میں ہی ہوتا ہے کہ اوپر سے نیچے آنے والے فرشتے سے اس کی ملاقات ہو جاتی ہے،اب اوپر سے نیچے آنے والا فرشتہ پوچھتا ہے کہاں جا رہے ہو۔نیچے سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ ایک آدمی نے کلمہ پڑھا۔میں اس عمل کو اللہ کے حضور پیش کرنے کے لئے جا رہا ہوں پھر یہ اوپر سے آنے والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ آپ کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ جس آدمی نے کلمہ پڑھا میں اسی آدمی کے لئے مغفرت کا پیغام لے کر جا رہا ہوں۔اب سوچئے زبان سے چند الفاظ نکلے اس کی زندگی کے سب گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔دنیا کی عدالت کا معاملہ دیکھا،کسی آدمی پر ناجائز مقدمہ ہو جائے عدالت میں پتہ بھی چل جائے کہ یہ مقدمہ جھوٹا تھا اس آدمی کو باعزت بری تو کر دیا جاتا ہے مگر اپنے ریکارڈ میں اس مقدمے کا اندراج ضرور کر لیا جاتا ہے۔دنیا کی عدالت باعزت بری بھی کر دے تو اپنے پاس اس مقدمے کا اندراج رکھتی ہے مگر اللہ رب العزت کا معاملہ عجیب دیکھا،جس بندے نے واقعی گناہ کئے تھے وہ گناہ جو

پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی تھے اگر وہ آدمی سچی توبہ کر لیتا ہے تو یہی نہیں کہ ان گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے بلکہ اللہ رب العزت ان گناہوں کا ریکارڈ بھی نامہ اعمال سے ختم کروا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن فرشتوں نے اس شخص کے گناہوں کو لکھا تھا اللہ رب العزت ان فرشتوں کی یادداشت سے بھی گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن گواہی نہ دے سکیں۔ سبحان اللہ، زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ نے کیا کچھ بدلوا دیا۔

طنز کے نقصانات

آج تو لوگ ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں کسی پر طنز کرتے ہیں۔ کسی کا کا دل جلاتے ہیں یاد رکھیں تلوار کا وار جسم پر ہوا کرتا ہے مگر زبان کا وار ہمیشہ دل پر ہوا کرتا ہے اسی لئے فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ

(اے ایمان والو! تم میں سے ایک جماعت دوسری جماعت سے مذاق نہ کرے۔ ہوسکتا ہے وہ تم سے بہتر ہوں)

طنز و مزاح کو اسی لئے منع کیا گیا ہے۔ کہ زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکلتی ہیں۔ زبان بڑے آرام سے الفاظ ادا کر دیتی ہے لیکن ان الفاظ کو اللہ رب العزت کے سامنے سچ کرنا انسان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔

کلمات کفر

علمائے کرام نے کتب میں ایسے کلمات نقل کئے ہیں جو کلمات کفر کہے جاتے

ہیں ۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں سے کئی کلمات آج لوگوں کی زبانی سنے جاتے ہیں ۔ ایک دو مثالیں دے دیتا ہوں ''نقل کفر کفر نہ باشد'' کسی نے پوچھا ''اے میاں کہاں رہتے ہوں'' جواب میں کہا ''جی میں تو فلاں جگہ رہتا ہوں'' ۔ پہلے نے سن کر کہا ''اچھا! اتنی دور خدا کے پچھاوڑے'' ۔ یہ کلمہ کفر یہ ہے ہم تو ہنسی مذاق میں کہہ گئے خدا کے پچھاوڑے ۔ مگر کفر کا کلمہ بولا دل سے ایمان نکل گیا اور بیوی کو طلاق ہو گئی ۔ دوسری مثال کسی نے کہا کہ فلاں کام تو شریعت کے مطابق ہے ۔ دوسرے نے کہہ دیا رکھ پرے اپنی شریعت کو ۔ یہ کلمات کفر میں سے ہے ۔

اب بتائیں اس قسم کے کتنے فقرے آپ آئے دن سنتے رہتے ہیں ۔ ایک دفعہ میں ایک فیکٹری مینجر کے پاس بیٹھا تھا ۔ اس نے کسی آدمی کو بلایا ۔ اچھا خاصا، سمجھ دار اور دانا آدمی، بلکہ چھوٹی چھوٹی داڑھی بھی رکھی ہوئی تھی ۔ مینجر نے پوچھا سناؤ بھائی کیا حال ہے ۔ کہنے لگا صاحب پہلے تو پانچ منٹ میں دعا سنتا تھا، اب پتہ نہیں کہاں چلا گیا سنتا ہی نہیں ۔ میں نے بھی نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کو سامنے رکھیں اور اس بندے کے طرز کلام کو دیکھیں ۔

استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه

یقین کریں کہ میں نے یہ بات سنی، مجھے اپنے پاؤں کے نیچے زمین سرکتی نظر آئی ۔ وہ شخص بڑے مزے سے کہہ رہا ہے اور ہنس رہا ہے جیسے فقط ہنسانے کے لئے معمولی سی بات کی ہو اس قسم کی باتیں کلمات کفر میں سے ہیں ۔

اہمیت کلام

زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اہمیت اتنی ہے کہ ایک عورت جو غیر محرم تھی جس کی طرف نظر اٹھانے کی اجازت نہیں تھی ۔ اس عورت کو شرعی گواہوں کی موجودگی

میں کہہ دیا کہ میں نے اپنے نکاح میں قبول کرلیا۔تو وہ غیر محرم عورت اب اس شخص کے لئے شریک حیات بن گئی جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔دو بول زبان سے بولے اور اب وہی عورت اسکے لئے زندگی کی ساتھی بن گئی۔جب کہ وہی عورت جو زندگی کی ساتھی تھی اس کو تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہہ دیا، وہی عورت اجنبیہ بن گئی۔آپ سوچیں نکاح کرتے ہوئے یا طلاق دیتے ہوئے کوئی پتھر تو سر پر نہیں اٹھانا پڑتا یا کوئی آگ میں سے تو نہیں گزرنا پڑتا یا کوئی پہاڑ کے اوپر سے چھلانگ تو نہیں لگانی پڑتی۔چند بول بولے اجنبیہ عورت بیوی بن گئی اور طلاق کے چند بول بولے تو زندگی کی ساتھی ہمیشہ کے لئے الوداع ہوگئی۔انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و قیمت ہے۔

ایک نوجوان اپنی زبان سے اول فول بک رہا تھا کسی اللہ والے نے سنا۔ فرمانے لگے بیٹے ذرا سوچ سمجھ کر بات کر اور دیکھ کہ تو اللہ کا نام کیسا مکتوب بھیج رہا ہے۔

ہماری زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور یہ اعمال نامہ روزانہ اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔اللہ والے جب کلام کرتے ہیں اس احساس کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہمارا اعمال نامہ اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔بعض سلف صالحین کا یہ معمول تھا جو باتیں کہتے تھے وہ کاغذ پر لکھ لیتے تھے اور رات کو بیٹھ کر اپنا محاسبہ کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا یا نہیں۔ اگر کوئی بات زبان سے غلط نکل گئی ہوتی تو اسی رات اللہ کے حضور توبہ تائب ہو جایا کرتے تھے۔

خشیت الٰہی کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے بعد واپس آ رہا تھا کہ ایک سواری کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ جب سواری قریب آئی تو مجھے پتہ چلا کہ اس پر کوئی عورت سوار ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب میں کہا سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْم اس نے آیت پڑھی تو میں سمجھ گیا کہ اس نے میرے سلام کا جواب دیا ہے میں نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہی ہیں کہنے لگی۔ ''وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ'' (تم حج اور عمرہ اللہ کے لئے مکمل کرو) میں سمجھ گیا کہ یہ زیارت حرمین شریفین کے بعد واپس آ رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کہا؟ کہنے لگی ''مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ'' (جسے اللہ گمراہ کرے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہوتا) میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہے۔ میرے اندازہ میں وہ بوڑھی عورت تھی میں نے پوچھا اماں کدھر جانا چاہتی ہو۔ کہنے لگی ''اُدْخُلُوا الْمِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آمِنِیْنَ'' میں سمجھ گیا شہر جانا چاہتی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے بھی شہر جانا ہے لہٰذا میں آپ کو راستے کی رہنمائی کر دیتا ہوں، کہنے لگی ''وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ'' (تم نیکی کرو اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتے ہیں) میں سواری کی نکیل پکڑ کر چل پڑا۔ کچھ دور چلنے کے بعد میں نے عربی کے چند اشعار پڑھنے شروع کر دیئے وہ کہنے لگی۔ ''فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ'' (پڑھو جو کچھ تمہارے لئے قرآن میں سے آسان کیا گیا) میں خاموش تو ہو گیا مگر سوچتا رہا کہ یہ عورت کون ہے؟ میں نے کچھ اس کی گھریلو تفصیل معلوم کرنا چاہی تو اس نے کہا ''لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ'' میں سمجھ گیا کہ گھریلو معاملات پر بات نہیں کرنا چاہتی،

میں چلتا رہا۔شہر کے قریب آ کر میں نے اس سے پوچھا،شہر میں آپ نے کس سے ملنا ہے؟ کہنے لگی ''اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ''میں سمجھ گیا اللہ نے اس کو مال اور بیٹے بھی عطا کئے ۔ چنانچہ میں شہر میں داخل ہوا مجھے قافلے والے ملے جو حج کرنے کے بعد واپس آئے تھے اور انہوں نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے بیٹوں کے نام کیا ہیں؟ کہنے لگی۔''اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ ''میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹوں کے یہ نام ہیں، میں نے بلند آواز سے پکارا تو تین بچے بڑے خوبصورت بڑے علم وفضل والے تروتازہ چہرے والے بھاگتے ہوئے آئے۔ وہ پریشان تھے کہ ہماری امی کدھر رہ گئی۔ وہ امی کو قافلے میں تلاش کرتے پھرتے تھے، خیر جب آپس میں ملے تو بہت خوش ہوئے۔ میں نے سوچا اب میں اپنے گھر جاتا ہوں اس وقت اس عورت نے پھر قرآن پاک کی آیت پڑھی ''وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ ''بچوں کو اشارہ کیا کہ کچھ کھلاؤ، بچے کچھ پھل لے کر آئے میں نے کھانے سے معذرت کی اس نے آیت پڑھی۔اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ (ہم تو اللہ کی رضا کے لئے آپ کو کھلاتے ہیں) میں بڑا حیران ہوا کہ یا خدایا یہ کیا معاملہ ہے یہ عقدہ مجھ سے حل نہیں ہو رہا۔ میں نے کچھ پھل کھائے اور بچوں سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ جب سے آپ کی والدہ مجھ سے کلام کر رہی ہے، میرے ہر بات کے جواب میں یہ قرآن پاک کی آیت پڑھ رہی ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں یہ ہماری والدہ ماجدہ قرآن پاک کی حافظہ اور حدیث کی عالمہ ہے، اس کے دل میں خوف خدا بیٹھ چکا ہے کہ قیامت کے دن مجھے اپنی باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔لہٰذا بیس سال سے قرآن کی آیات کے سوا کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ سبحان اللہ خشیت الٰہی کا عجیب انداز دیکھئے کہ کلام الٰہی کے سوا کوئی ایک لفظ زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

قیامت کے دن کی حاضری

قیامت کے دن ایسے لوگ اللہ کے حضور پیش ہوں گے جن کی زبان سے بیس بیس سال تک قرآن کے سوا کوئی لفظ نہیں نکلا تھا وہاں اگر ہم اپنی بے وقوفانہ اور جاہلانہ گفتگو کے ساتھ پیش ہوئے تو ہمیں کتنی ندامت ہوگی۔ اگر رب العزت نے ہم سے پوچھ لیا کہ بتاؤ تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ فلاں کو کمینہ کیوں کہا تھا؟ فلاں کو بے ایمان کیوں کہا تھا؟ وہاں جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ وہاں تو انبیاء بھی تھراتے ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے جلال میں ہوں گے، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، اللہ تعالیٰ عیسائیوں سے پوچھیں گے کہ تم نے مخلوق کو میرا شریک کیوں بنایا؟ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیں گے کہ انہیں نے کہا تھا تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے ء انت قلت؟ (کیا آپ نے کہا تھا) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہوگا ہیبت الٰہی کے مارے ان کے بدن کے ہر بال سے خون کا قطرہ نکلے گا۔ جب بچوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا وہاں ہم جیسے چھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آج زبان سے الٹی سیدھی باتیں نکالنا آسان مگر قیامت کے دن جواب دینا مشکل کام۔

جہنم میں کون لوگ جائیں گے

رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ اکثر انسان کس وجہ سے جہنم میں جائیں گے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا۔ دو اعضاء کی بدپرہیزی سے۔ یعنی مابین لحییه وما بین رجلیه (وہ چیز جو جبڑوں کے درمیان

ہے۔یعنی زبان اور وہ چیز جورانوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ) اکثر لوگ زبان اور شرمگاہ کے غلط استعمال کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔

جنت کی ضمانت

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کے صحیح استعمال کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت میں گھر دلانے کا ضامن ہوں۔اس سے زبان کے صحیح استعمال کی اہمیت کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

پہلے تولو پھر بولو

انسان کو چاہیے کہ اپنی گفتگو خود اپنے کانوں سے سننے کی عادت ڈالے۔جس کی زبان سے نکلی ہوئی بات اس کے اپنے کان نہیں سنتے جو اتنے قریب ہیں بھلا اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ وہ کان کیا سنیں گے جو اتنے دور ہیں۔اس لئے فرمایا گیا، پہلے تولو پھر بولو۔

آج ہم پہلے بولتے ہیں پھر تولتے ہیں اور بعض اوقات تو ہم تولتے ہی نہیں صرف بولتے ہی رہتے ہیں کسی شاعر نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔

کہے ایک جب سن لے انسان دو
خدا نے زبان ایک دی کان دو

اللہ رب العزت نے زبان تو ایک دی اور کان دو دیئے۔اے انسان دو باتوں کے سننے کے بعد تجھے ایک بات کرنی چاہیے اور آج ہم سننا تو چاہتے ہی نہیں۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ محفل میں ایک آدمی بات کر رہا ہے دوسرا آدمی اسے بات مکمل کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ادھوری بات سنتے ہی جواب دینا شروع کر دیتا ہے۔

ایک وقت میں دونوں بول رہے ہوتے ہیں شاید دیواروں کو سنا رہے ہوتے ہیں یا اپنے فرشتوں کو۔ تحمل مزاجی اتنی نہیں ہوتی کہ غور سے دوسرے کی بات سن لیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا خوف خدا

حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ بعض اوقات اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ جسم کا وہ عضو ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ عظیم ہے وہ انسان جس کی خاموشی فکر کے ساتھ اور جس کی گفتگو ذکر کے ساتھ ہوگی۔

زبان کی لغزش

زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہوا کرتی ہے۔ پاؤں پھسل جائے تو انسان دوبارہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن زبان سے غلط بات نکل جائے تو پھر اختیار میں کچھ نہیں رہتا۔

حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اپنی مجالس میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے نصیحت کر دی۔ کسی نے پوچھا حضرت کیا نصیحت کی۔ فرمایا ایک مرتبہ بارش ہوئی تھی کیچڑ تھا، لوگ بڑی احتیاط سے چل رہے تھے میں بھی جا رہا تھا، میں نے ایک بچی کو آتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا بیٹی احتیاط سے چلنا کہیں پھسل نہ جانا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا میں پھسل بھی گئی تو دوبارہ کھڑی ہو جاؤں گی، ذرا آپ اپنا خیال رکھنا اگر آپ پھسل گئے تو امت کا کیا بنے گا۔ آپ امت کے مقتدا ہیں کہیں آپ پھسل نہ جانا۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چھوٹی سی بچی نے استقامت کا سبق دے دیا۔ یحیٰ بن معاذؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال

ہنڈیا کی سی ہے اور زبان کی مثال چمچ کی سی ہے چمچ وہ کچھ نکالتا ہے جو ہنڈیا میں موجود ہوتا ہے، زبان وہی کچھ نکالتی ہے جو دل میں موجود ہوا کرتا ہے۔ اگر دل میں ظلمت ہوگی تو زبان سے بھی بری گفتگو نکلے گی اگر دل میں نور ہوگا تو زبان سے پاکیزہ گفتگو نکلے گی۔

زبان کو صحیح استعمال کیجئے

جس طرح طبیب حضرات زبان کی رنگت کو دیکھ کر بیماری کا اندازہ لگا لیتے ہیں اسی طرح علماء اور صلحاء زبان کی گفتگو سن کر روحانی بیماریوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

حضرت علی ﷺ فرمایا کرتے تھے جب تک تم نہیں بولو گے عالم سمجھے جاؤ گے۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ تم بات کرو پہچانے جاؤ گے۔ بعض اوقات فرماتے تھے آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے یعنی ذرا بولا تو اس نے اپنی حقیقت کو کھولا۔ اس لئے انسان سوچ سمجھ کر گفتگو کرے۔

جو آدمی کہتا ہے کہ میں تو بہت صحیح گفتگو کرتا ہوں۔ اس بندے کی گفتگو ذرا غصے کی حالت میں سنا کریں۔ بھائی جب آپ آرام اور مزے سے بیٹھے ہیں تو آپ کو کتے نے کاٹا ہے کہ آپ زبان سے اول فول بکیں۔ پتہ جب چلے گا جب کوئی خلاف طبیعت بات پیش آئے گی۔ جب کوئی ایسی بات کردے جو دل پر بجلی بن کر گرے۔ اب دیکھنا ہوگا کہ آپ ری ایکٹ (React) کیسے کرتے ہیں۔ صبر واستقامت سے سنتے ہیں، سوچ سمجھ کر جواب دیتے ہیں، یا اس کے جواب میں آپ جاہلانہ گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ لہٰذا آدمی کی گفتگو کا اندازہ غصے کی حالت میں کیا کریں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غصے میں مردوں کا ہاتھ بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کی زبان بے قابو ہو جاتی ہے۔ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوا

کرتی۔ ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ حالانکہ زبان کی تلوار ان رشتوں کو توڑ دیتی ہے جن کو لوہے کی تلواریں نہیں توڑ سکتیں۔

ذرا سنبھل کے رہنا

میرے دوستو محفل میں بیٹھ کر اپنے بارے میں برے کلمات نہ کہا کریں۔ جب آپ چلے جائیں گے یہ حق آپ کے دوست ادا کریں گے۔ بعض لوگ محفل میں بیٹھ کر اپنی عاجزی اور مسکینی کا مظاہرہ کرتے ہیں، درحقیقت وہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اعرفونی (مجھے پہچانو) داناؤں کا قول ہے کہ علماء کی محفل میں بیٹھو تو زبان سنبھال کر بیٹھو، حاکم کی محفل میں بیٹھو تو نگاہیں سنبھال کر بیٹھو اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لمبی زبان انسان کی عمر کو چھوٹا کر دیتی ہے کیونکہ جتنا زیادہ بولے گا اتنا اپنے سر پر زیادہ مصیبت لے گا۔

عجیب نصیحت

حضرت خواجہ باقی باللہؒ بہت کم گو تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ حضرت آپ نصیحت کریں ہمیں فائدہ ہوگا۔ حضرت نے جواب دیا جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا۔ وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب بات کہی۔ شاعر نے کہا۔

؎ کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس لئے اللہ والے خاموش طبع ہوا کرتے ہیں، ہاں کوئی علمی بات ہو تو گفتگو کریں گے مسئلہ پوچھا جائے تو تفصیلات کھولیں گے۔ مگر انہیں باتوں کا چسکا نہیں ہوا

کرتا۔

زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے انسان پہاڑوں کے برابر گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے وقوف کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس کی گفتگو ہی بتا دیتی ہے کہ وہ بے وقوف انسان ہے۔ داناؤں کا قول ہے کہ عقل مند سوچ کر بولتا ہے اور بے وقوف انسان بول کر سوچتا ہے۔ گویا اتنا ہی فرق ہوتا ہے بے وقوف اور عقلمند میں۔ عقل مند انسان سوچ کر بولتا ہے جب کہ بے وقوف بول کر سوچتا ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں سے کم گفتگو کیا کریں جو زبان کے برے ہوں اس لئے کہ اگر اس نے کوئی برا کلمہ کہہ دیا جس کے جواب میں آپ نے کچھ کہا تو اس کے پاس کہنے کے لئے اور بھی برے کلمات ہوں گے۔

بدزبانی سے بچو

نبی علیہ الاسلام نے فرمایا تم اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ اپنے ماں باپ کو کون گالیاں دیتا ہے۔ فرمایا تم کسی کے ماں باپ کو گالیاں دو گے وہ جواب میں تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تم نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

سچ کا بول بالا

انڈیا کا واقعہ ہے ایک شہر میں زمین کا ٹکڑا تھا جس پر تنازعہ کھڑا ہو گیا مسلمانوں کا دعویٰ تھا یہ ہماری زمین ہے ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ ہماری زمین ہے۔ ہندو چاہتے تھے وہاں مندر بنایا جائے مسلمان چاہتے تھے کہ وہاں مسجد بنائی جائے۔ انگریز اس وقت حاکم تھا قریب تھا کہ آپس میں قتل وقتال تک نوبت پہنچ جاتی۔ مقدمہ بڑا نازک

تھا۔ حاکم بھی پریشان تھا کہ کوئی صلح صفائی کی صورت نکل آتی تو بہتر تھا۔ جب مقدمے کی سماعت ہونے لگی تو انگریز جج نے سوال پوچھا کہ تصفیہ کی کوئی صورت ہے؟ ہندوؤں نے کہا کہ ہم ایک تجویز پیش کرتے ہیں۔ بغیر مقدمے کے بات سلجھ جائے گی۔ جج نے کہا وہ کونسی۔ کہنے لگے ہم ایک مسلمان عالم کا نام بتا دیتے ہیں آپ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے یہ جگہ کس کی ہے اگر وہ کہہ دیں ہندوؤں کی ہے تو ہمارے حوالے کر دیجئے اگر وہ کہیں مسلمانوں کی تو ان کے حوالے کیجئے۔ مگر ہم ان کا نام صرف آپ کو بتائیں گے۔ لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔ جج نے فیصلہ موقوف کر دیا اور مقدمہ کی سماعت کیلئے نئی تاریخ دے دی۔ لوگ کمرۂ عدالت سے باہر نکلے تو ہندو عوام نے اپنے نمائندوں سے ناراض ہونے لگے کہ بس تم نے تو بیڑا اغرق کر دیا۔ جس کا نام دیا وہ مسلمان ہے تو مسلمانوں کے حق میں ہی بات کرے گا۔ دوسری طرف مسلمان خوشی سے اچھل رہے تھے، کہہ رہے تھے کہ ایک مسلمان کو چنا گیا ہے گواہی دینے کیلئے۔ جب وہ مسلمان ہے تو آخر مسجد بنانے کی ہی بات کرے گا۔ مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں ہندوؤں کے دل مرجھا گئے ہیں۔ بہر حال اس دن کا انتظار تھا دوبارہ جب تاریخ آئی تو کثیر تعداد میں لوگ عدالت میں پہنچ گئے۔ مجمع لگا ہوا تھا وہاں ایک اللہ والے کو پیش کیا گیا جن کی گواہی ہندوؤں کو بھی تسلیم تھی۔ جج نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں یہ زمین ہندوؤں کی ہے یا مسلمانوں کی ہے۔ اس عالم باعمل نے کہا ہندوؤں کی ہے۔ جج نے پوچھا کہ کیا اس زمین پر ہندو اپنا مندر بنا سکتے ہیں انہوں نے کہا جب ہندوؤں کی ملکیت ہے تو مندر بنائیں یا گھر بنائیں ان کی مرضی۔ ان کو بنانے کا اختیار

ہے۔ چنانچہ جج نے اسی وقت ایک تاریخی فیصلہ تاریخ الفاظ میں لکھا،

"آج کے اس مقدمے میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا"

جب جج نے یہ فیصلہ سنایا تو ہندوؤں نے یہ کہا جج صاحب آپ نے فیصلہ ہمارے حق میں دیا ہے ہم کلمہ پڑھتے ہیں مسلمان ہوتے ہیں۔ اب ہم اپنے ہاتھوں سے اس جگہ مسجد بنائیں گے۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی برکت سے ہندوؤں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادی اور اس جگہ مسجد بنانے کی بھی توفیق دی، سچ کا بول بالا ہوا۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

گناہوں کی معافی کا طریقہ

آج بعض احباب اکثر شکوے کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں لطائف تازہ نہیں ہو رہے، مقامات طے نہیں ہو رہے، پتہ نہیں آگے قدم نہیں بڑھ رہا۔ پتہ ہے اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے اعضاء کو غلط استعمال کر رہا ہوتا ہے، مریض گویا دوائی بھی استعمال کرتا ہے اور بد پرہیزی بھی کرتا رہتا ہے۔ بھلا اس کی بیماری سے جان کیسے چھوٹے گی کسی نے ہندی زبان میں اچھے اشعار کہے۔

رام رام جپدیاں میری جھبیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی

(ہم پنجابی میں زبان کو جبھ کہہ دیتے ہیں تو ہندی میں زبان کو جھبیا کہتے ہیں)

رام رام جپدیاں میری جبھیا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا ایہہ کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی تے منکے لے پرو
تے دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

جب دل میں گناہ کی گھنڈی پڑی ہوئی ہو تو ہم ہاتھ سے تسبیح پھیرتے بھی رہیں تو کیا نتیجہ نکلے گا۔ میرے دوستو! ہمیں اپنی زبان کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور جو گناہ آج تک ہم اپنی زبان سے کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین